کتاب بیع

مسئلہ ۱۔ عقد بیع میں ایجاب و قبول ضروری ہے اور کبھی ایجاب کے ذریعے قبول کی ضرورت نہیں رہتی۔ جیسے اگر خریدار یا بیچنے والا اپنے ساتھ معاملہ کرنے والے کو خرید و فروخت میں وکیل بنا دے یا دونوں کسی تیسرے شخص کو وکیل بنا دیں اور وہ ایسے کہے "بعت ہذا بہذا (میں اسے اس کے بدلے فروخت کرتا ہوں)" تو اس صورت میں بنا بر اقویٰ قبول کی ضرورت نہیں رہتی اور اقویٰ یہ ہے کہ عربی معتبر نہیں ہے بلکہ ہر زبان میں معاملہ انجام پا سکتا ہے اگرچہ عربی ممکن ہو، جیسا کہ اس میں صراحت بھی معتبر نہیں ہے بلکہ ہر اس لفظ سے معاملہ انجام پا سکتا ہے کہ جو اہل محاورہ کے نزدیک مقصود پر دلالت کرتا ہو جیسے ایجاب میں "بعت، ملکت (میں نے فروخت کیا، میں نے مالک بنایا)" اور ان کی مانند دوسرے صیغے اور قبول میں "قبلت، اشتریت اور ابتعت (میں نے قبول کیا، میں نے خریدا)" اور ان کی مانند دوسرے صیغے معتبر ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ صیغے کا ماضی ہونا معتبر نہیں ہے۔ لہذا مضارع کے ساتھ بھی جائز ہے اگرچہ ماضی ہونا احوط ہے اور اس میں مادہ، ہئیت اور اعراب کے لحاظ سے ضروری نہیں کہ غلطی نہ ہو جبکہ وہ اہل زبان کے نزدیک مقصود پر دلالت کرے اور غلطی اسی کلام کی شمار کی جائے نہ کہ کسی اور کلام کی کہ جو اس مقام پر ذکر کی گئی ہے جیسا کہ جب وہ اس طرح "بِعتُ" کہے کہ "ب" کو زبر یا "عین" کو زیر اور "ت" کو ساکن کر کے پڑھے اور اس سے بہتر وہ زبانیں ہیں کہ جو تحریف ہو چکی ہیں جیسے وہ
میں رائج ہیں.
زبانیں جو اہل عراق اور وہ لوگ جن کی زبان ان کی مانند ہے،
مسئلہ ۲۔ ظاہر یہ ہے کہ قبول کو ایجاب پر مقدم کرنا جائز ہے بشرطیکہ "اشتریت اور ابتعت" کی مانند ہو اور اس نے خریدنے کا ارادہ بھی کیا ہو اور توافق کے معنی میں نہ ہو۔ پس "قبلت اور رضیت" وغیرہ جیسے الفاظ کے ساتھ جائز نہیں ہے لیکن جب حکم یا طلب ایجاب کے طور پر ہو جیسا کہ خریدنے والا کہے کہ "فلاں چیز کو اتنے میں مجھے بیچ" پس بیچنے والا یہ کہے کہ

"اس چیز کو میں نے آپ کے ہاتھ اتنے میں بیچا" تو ظاہر یہ ہے کہ (یہ معاملہ) صحیح ہے اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ خریدنے والا قبول کو دوبارہ کہے۔

مسئلہ ۳۔ قبول اور ایجاب کے درمیان موالات معتبر ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ ان کے درمیان ایسا طولانی فاصلہ نہ ہو کہ جو انہیں "عقد بیع" اور "معاقدہ" (معاہدہ) کے عنوان سے خارج کر دے۔ البتہ اگر فاصلہ کم ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ اس (کم فاصلے) کے ساتھ یہ صادق آئے کہ یہ قبول اس ایجاب کیلئے ہے۔

مسئلہ ۴۔ عقد بیع میں ایجاب اور قبول کے درمیان مطابقت معتبر ہے۔ پس اگر دونوں مختلف ہوں، اس طریقے سے کہ بیچنے والا کسی خاص وجہ سے خریدنے والے سے یا مال یا ثمن یا ان شرائط کی وجہ سے کہ جو عقد بیع کے ملحقات میں سے ہیں ایجاب کہے اور خریدنے والا کسی اور طریقے سے قبول کرے تو یہ عقد بیع منعقد نہیں ہوگا۔ پس اگر بیچنے والا کہے کہ "یہ چیز میں نے آپ کے موکل کو اتنے میں فروخت کی ہے" اور وکیل کہے کہ "اسے میں نے اپنے لئے خریدا ہے" تو معاملہ منعقد نہیں ہوگا۔ ہاں اگر وہ کہے کہ "اسے میں نے آپ کے موکل کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے" اور وہاں پر موجود موکل کہ جسے خطاب نہیں کیا جا رہا یہ کہے کہ "میں نے قبول کیا" تو بعید نہیں ہے کہ صحیح ہو اگر وہ کہے کہ یہ چیز اتنے میں، میں نے آپ کو فروخت کی اور وہ کہے کہ میں اپنے موکل کیلئے قبول کرتا ہوں تو اگر ایجاب کرنے والے نے خود مخاطب کیلئے معاملہ انجام پانے کا قصد کیا ہو تو منعقد نہیں ہوگا اور اگر وہ اس کیلئے عام تر ارادہ کرے کہ چاہے وہ خود ہو یا وکیل تو معاملہ صحیح ہے۔ اگر وہ کہے کہ "یہ چیز میں نے آپ کو ایک ہزار میں بیچی" پس وہ کہے کہ "میں نے اس کا نصف ایک ہزار میں یا پانچ سو میں خریدا" تو (یہ معاملہ) منعقد نہیں ہوگا بلکہ اگر وہ کہے کہ "اس چیز کا ہر نصف میں نے پانچ سو میں خریدا" تو یہ اشکال سے خالی نہیں ہے۔ ہاں اگر ہر نصف کو مشاع کے طور ارادہ کرے تو اس کا صحیح ہونا بعید نہیں ہے۔ پس اگر وہ دو افراد سے یہ کہے کہ "میں یہ چیز آپ کو ایک ہزار میں بیچتا ہوں" پس ان میں سے ایک یہ کہے کہ "اس کا نصف میں نے پانچ سو میں خریدا" تو (یہ معاملہ) منعقد نہیں ہوگا اور اگر دونوں یہی بات کہہ دیں تو بعید نہیں ہے کہ (یہ معاملہ) صحیح ہو اگرچہ یہ اشکال سے خالی نہیں ہے۔ اگر وہ کہے "یہ چیز اس چیز کے بدلے میں اس شرط کے ساتھ بیچتا ہوں" کہ مثلاً میرے لئے تین دن تک خیار رہے۔ پس وہ کہے کہ "اسے میں نے بلا شرط خریدا" تو (یہ معاملہ) منعقد نہیں ہوگا نیز اگر اس کے برعکس ہو اس طرح کہ فروخت کرنے والا بغیر شرط کے ایجاب کرے اور خریدنے والا شرط کے ساتھ قبول کرے تو (یہ معاملہ) مشروط طور پر واقع نہیں ہوگا اور کیا (یہ معاملہ) ہر صورت میں اور بغیر شرط کے منعقد ہوگا یا نہیں تو اس میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۵۔ اگر گونگا ہونے یا اس جیسی کسی اور وجہ سے تلفظ کرنے سے معذور ہو تو وہ اشارہ جو سمجھانے والا ہو اس کے قائم مقام ہوگا حتی بنا بر اقویٰ اس صورت میں بھی کہ جب وہ وکیل بنانے پر متمکن ہو اگر اشارہ کرنے سے بھی عاجز ہو تو احتیاط یہ ہے کہ وکیل بنائے یا معاطات کے ذریعے معاملہ انجام دے اگر ان دونوں سے بھی معذور ہو تو لکھنے کے ذریعے (معاملے) کو انجام دے۔

مسئلہ ۶۔ بنابر اقویٰ معاطات کے ذریعے معاملہ انجام پا سکتا ہے چاہے وہ چیز بڑی ہو یا چھوٹی اور معاطات سے مراد عوض لے کر کسی چیز کو غیر کی ملکیت بنانے کی غرض سے عوض کے عنوان سے حوالے کرنا اور اس کا عوض کے عنوان سے عوض لینا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ جونہی (فروخت کرنے والا) مال کو ملکیت کی غرض سے عوض لے کر حوالے کرے جبکہ خریدنے والا بھی اس کے لینے میں عوض دے کر مالک ہونے کا قصد کرے تو معاطات منعقد ہوجائے گی پس ثمن کو کلی طور پر خریدنے والے کے ذمے قرار دینا جائز ہے اور خریدنے والے سے معاوضہ کے قصد سے فقط عوض لینے میں معاطات کے منعقد ہونے میں اشکال ہے اگرچہ اس سے معاملہ منعقد ہونا قوت سے خالی نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۔ لفظ کے علاوہ ہر وہ چیز کہ جو آئندہ آنے والی شرائط میں صیغے کے ساتھ معاملے میں معتبر ہے وہ معاطات میں بھی معتبر ہے پس جب ان شرائط میں سے ایک نہ ہو تو معاطات صحیح نہیں ہے چاہے وہ ان شرائط میں سے ہو کہ جو خریدنے اور بیچنے والے کیلئے معتبر ہیں یا ان میں سے ہو کہ جو عوض اور معوض میں معتبر ہیں جیسا کہ اقویٰ یہ ہے کہ آئندہ آنے والے خیارات معاطات میں ثابت ہیں۔

مسئلہ ۸۔ صیغہ کے ساتھ معاملہ کرنا طرفین کیلئے ضروری ہے مگر یہ کہ خیار موجود ہو (تو صیغہ ضروری نہیں ہے) ہاں اقالہ جائز ہے اور یہ دونوں جانب سے فسخ کرنا ہے بنابر اقویٰ معاطات بھی دونوں جانب سے ضروری ہے مگر جب خیار ہو (تو اس صورت میں لازم نہیں ہے) اور معاطات میں اقالہ جاری ہوتا ہے۔

مسئلہ ۹۔ بنابر احوط بیع معاطات میں شرط نہیں رکھی جا سکتی پس اگر وہ شرط کے ذریعے خیار کو ثابت یا خیار کو ساقط کرنا چاہے یا کوئی اور شرط کرے یہاں تک کہ عوض اور معوض میں سے کسی کیلئے مدت اور وقت قرار دے تو معاملہ منعقد کرنے کیلئے صیغہ پڑھنے کی ضرورت پڑے گی اور شرط اس معاملے میں درج ہوگی اگرچہ خریدنے والے نے اس شرط کو مقاولہ (ٹھیکہ) سے قبل قبول کیا ہو اور معاملہ پر توافق اسی بنیاد پر ہوا ہو یہ وجہ اور قوت سے خالی نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۔ کیا معاطات ہر قسم کے دوسرے معاملات میں بھی جاری ہوگی یا کسی میں بھی نہیں یا بعض میں جاری ہوگی اور بعض میں نہیں؟ تو انشاءاللہ آئندہ ابواب میں عنقریب یہ بات معلوم ہوجائے گی۔

مسئلہ ۱۱۔ جیسا کہ بیچنا اور خریدنا خود مالک کے ذریعے منعقد ہوسکتا ہے اسی طرح وکیل بنانے یا کسی ایک طرف سے یا دونوں جانب سے ولی ہونے سے بھی منعقد ہوسکتا ہے اور ایک شخص کیلئے عقد بیع میں دونوں جانب کا متولی ہونا جائز ہے چاہے ایک طرف خود ہو اور دوسری طرف سے وکیل یا ولی ہو یا دونوں طرف سے وکیل ہو یا دونوں طرف سے ولی ہو یا ایک طرف سے وکیل اور دوسری طرف سے ولی ہو۔

مسئلہ ۱۲۔ بنابر احوط بیع کو کسی ایسی چیز پر معلق کرنا جائز نہیں ہے کہ جو عقد کے دوران حاصل نہ ہو چاہے بعد میں اس چیز کے حاصل ہونے کا علم ہو یا نہ اور نہ ہی اس چیز پر معلق کرنا صحیح ہے کہ جس کا حاصل ہونا عقد کے وقت معلوم نہ

ہو لیکن عقد کے دوران کسی ایسی چیز پر معلق کرنا کہ جس کا حاصل ہونا معلوم ہو جیسے یہ کہے کہ "(یہ چیز) میں آپ کے ہاتھ
فروخت کرتا ہوں بشرطیکہ آج ہفتہ کا دن ہو" جبکہ اسے ہفتے کا علم بھی ہو تو بنابر اقوی یہ عقد صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۳۔ اگر باطل عقد سے خریدنے والا شخص اس (مال) کو وصول کرلے تو وہ اس کا مالک نہیں بنے گا اور اس کا
ضامن ہوگا یعنی اس پر واجب ہے کہ وہ اسے اپنے مالک کی طرف لوٹا دے اگر وہ تلف ہوجائے اگرچہ آسمانی آفت کے
ذریعے سے ہی (تلف) ہو تو اس پر واجب ہے کہ مثل یا قیمت میں سے اس کا عوض ادا کرے۔ ہاں اگر خریدنے اور بیچنے
والے میں سے ہر ایک، اس قبضے میں لیے گئے مال میں، ہر قسم کا تصرف کرنے پر راضی ہوں اگرچہ فرضاً باطل ہی ہو تو دونوں
کیلئے اس میں تصرف کرنا اور اس قبضے میں لیے گئے مال سے فائدہ اٹھانا مباح ہے اگرچہ یہ اسے تلف کرنے سے ہی کیوں نہ
ہو اور وہ ضامن نہیں ہوگا۔

بیع کی شرائط

یہ شرائط یا خریدنے اور بیچنے والے کے بارے میں ہیں یا عوض اور معوض کے بارے میں۔

خریدنے اور بیچنے والے کی شرائط

یہ شرائط چند امور پر مشتمل ہیں:۔

اول: بالغ ہونا۔ پس صغیر کا معاملہ صحیح نہیں ہے اگرچہ وہ ممیز ہو اور ولی کی اجازت سے بھی ہو۔ البتہ یہ اس صورت میں ہے کہ جب وہ بنابر اقوی، بڑی اشیا میں اور بنابر احتیاط ان کے علاوہ دوسری چیزوں میں مستقل طور پر (معاملہ) کررہا ہو اگرچہ ممیز ہونے کی صورت میں چھوٹی اشیا میں کہ جس پر عقلا کی سیرت بھی جاری ہے (معاملہ کا) صحیح ہونا وجہ اور قوت سے خالی نہیں ہے جیسا کہ یہ صغیر وسیلے کے طور پر ہو اس لحاظ سے کہ یہ معاملہ حقیقت میں دو بالغ افراد کے درمیان ہورہا ہو تو اس میں بالکل کوئی حرج نہیں ہے اور جیسا کہ بڑی اشیا میں بچے کا معاملہ اپنے لئے صحیح نہیں ہے اسی طرح کسی اور کیلئے بھی صحیح نہیں ہے بشرطیکہ وہ وکیل ہو یہاں تک کہ اسے وکالت میں ولی کا اذن بھی ہو لیکن اگر فقط صیغہ جاری کرنے کیلئے وکیل ہو اور اصل معاملہ دو بالغ افراد کے درمیان ہو تو اس کا صحیح ہونا قرب سے خالی نہیں ہے۔ پا نابالغ بالکل ناکارہ نہیں ہے لیکن احتیاط ترک نہیں کرنی چاہئے۔

دوم: عقل۔ پس مجنون کا معاملہ صحیح نہیں ہے۔

سوم: قصد۔ پس ارادہ نہ کرنے والے کا معاملہ صحیح نہیں ہے جیسے مذاق کرنے والا غلطی کرنے والا اور سہو کرنے والا۔

چہارم: اختیار۔ پس معاملہ مکرہ شخص سے واقع نہیں ہوگا اور مکرہ سے مراد وہ شخص ہے کہ جو معاملہ ترک کرنے سے ڈرتا ہو اس لحاظ سے کہ اسے کسی نے معاملہ ترک کرنے کی دھمکی دی ہو کہ (اگر معاملہ نہ کیا تو) تمہیں کوئی نقصان یا تکلیف پہنچے گا لیکن اگر وہ اضطرار کہ جو اس کے مجبور ہونے کا باعث ہے اگرچہ کسی غیر کی طرف سے کسی چیز پر مجبور کرنے سے ہی ہو تو اس معاملے کے صحیح ہونے میں مضر نہیں ہے جیسا کہ کسی ظالم نے اسے مال دینے پر مجبور کیا ہو اور وہ بھی اپنا مال اس ظالم کو دینے کیلئے بیچنے پر مجبور ہو جائے اور نقصان پہنچانے کی دھمکی میں کوئی فرق نہیں ہے کہ وہ خود مکرہ شخص کی جان، آبرو یا مال سے متعلق ہو یا اس شخص سے متعلق ہو کہ جو اس (مکرہ) سے تعلق رکھتا ہو جیسے اس کے گھر والے یا اس کا فرزند کہ ان کو تکلیف پہنچنا اسی طرح ہے جیسے خود اسے تکلیف پہنچی ہو اور اگر مکرہ شخص مجبوری ختم ہو جانے کے بعد راضی ہو جائے تو (یہ معاملہ) صحیح اور لازم ہے۔

مسئلہ ۱۔ ظاہر یہ ہے کہ توریہ کے ذریعے مجبوری سے فرار کا ممکن نہ ہونا مجبوری صادق آنے میں معتبر نہیں ہے۔ پس اگر اسے بیچنے پر مجبور کیا جائے اور بیع ترک کرنے پر دھمکی دی جائے اور وہ بھی بیچنے کے قصد سے فروخت کرے حالانکہ اس کیلئے قصد نہ کرنا بھی ممکن تھا یا بیچنے کے قصد کے علاوہ کسی اور معنیٰ کا قصد کرنا ممکن تھا تو اگر اس شخص کیلئے فرار کرنا مشکل ہو یا کسی اور تکلیف میں پڑنے کا احتمال ہو تو مکرہ ہوگا جیسا کہ ایسے مقامات پر اسی طرح ہوتا ہے لیکن جب وہ توریہ کی طرف متوجہ تھا اور بغیر کسی مجبوری کے توریہ کرنا اس کیلئے آسان تھا تو اس معاملے کے منعقد ہونے میں اشکال ہے بلکہ اس طریقے سے توریہ کے آسان نہ ہونے کا معتبر ہونا وجہ سے خالی نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۔ اگر اسے دو چیزوں میں سے کسی ایک چیز پر مجبور کیا جائے کہ یا اپنا گھر بیچے یا کوئی اور کام کرے پس وہ اپنا گھر بیچ دے تو اگر اس دوسرے کام میں کوئی دینی یا دنیوی رکاوٹ ہو کہ جس سے وہ اجتناب کر رہا ہو تو یہ معاملہ اس کیلئے مکرہ کے عنوان سے واقع ہوا ہے وگرنہ (دوسرے کام میں کوئی دینی یا دنیوی رکاوٹ نہ ہو تو یہ معاملہ) اختیار کے ساتھ واقع ہوا ہے۔

مسئلہ ۳۔ اگر اختیاری طور پر اسے دو چیزوں میں سے کسی ایک کے بیچنے پر مجبور کیا جائے تو ہر وہ کام کہ جو وہ اپنے نقصان کو دور کرنے کیلئے انجام دے اس پر مکرہ کے عنوان سے واقع ہوگا اور اگر وہ دونوں معاملوں کو انجام دے تو اگر تدریجاً انجام دے تو ظاہر یہ ہے کہ پہلا معاملہ اس پر مکرہ کے عنوان سے واقع ہوگا جبکہ دوسرا نہیں مگر یہ کہ جب وہ دوسرے معاملے میں مجبور کرنے والے کی اطاعت کا قصد کرے تو پہلا معاملہ صحیح ہوگا۔ پس کیا دوسرا معاملہ صحیح ہوگا یا نہیں؟ اس میں دو وجہیں ان میں سے بہتر وجہ پہلی ہے اور اگر دونوں معاملوں کو ایک ہی مرتبہ انجام دے تو کیا بیع دونوں معاملوں میں صحیح

ہے یا دونوں میں باطل یا ان میں سے ایک صحیح ہے اور وہ قرعہ کے ساتھ معین ہوگا تو اس میں چند وجہ ہیں سب سے پہلی وجہ رجحان سے خالی نہیں ہے اور اگر اسے ایک معین چیز کے بیچنے پر مجبور کرے اور وہ اس کے ساتھ کوئی دوسری چیز ملا کر ان دونوں کو ایک ساتھ بیچ دے تو ظاہر یہ ہے کہ جس میں اسے مجبور کیا گیا تھا وہ باطل اور دوسرا صحیح ہے۔

پنجم: دونوں (خریدنے اور بیچنے والا) تصرف کے مالک ہوں، پس غیر مالک کا معاملہ جبکہ وہ مالک کی طرف سے وکیل یا اس پر ولی نہ ہو منعقد نہیں ہوگا اور ولی سے مراد باپ، دادا اور ان دونوں کی طرف سے وصی اور حاکم ہے اور نہ ہی "مجور علیہ" کا معاملہ منعقد ہوگا کہ جو نادانی یا دیوالیہ پن یا دیگر اسباب منع کی وجہ سے منع کردیا گیا ہو۔

مسئلہ ۴۔ جو شخص تصرف کا حق نہیں رکھتا اس کی طرف سے (معاملہ) منعقد نہ ہونے کا معنی یہ ہے کہ اس کا (معاملہ) لاگو اور مؤثر نہیں ہوگا نہ کہ وہ لغو ہوگا پس اگر مالک کسی دوسرے کے بیچ کی یا ولی نادان کے عقد کی یا قرضدار مفلس شخص کے عقد کی اجازت دیدے تو معاملہ صحیح اور لازم ہوگا۔

مسئلہ ۵۔ مالک کی اجازت سے غیر مالک کی طرف سے انجام پانے والے معاملے کے صحیح ہونے میں کوئی فرق نہیں کہ وہ مالک کیلئے معاملہ منعقد ہونے کا قصد کرے یا اپنے لئے جیسے غاصب کے معاملے اور اس شخص کے معاملے میں کہ جو اپنے مالک ہونے کا اعتقاد رکھتا تھا بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ جہاں پر مالک نے پہلے معاملہ کرنے سے منع کیا ہو اور جہاں منع نہ کیا ہو اس میں بھی کوئی فرق نہیں ہے۔ البتہ (جہاں پہلے منع کیا ہو) اس میں اشکال ہے۔ ہاں (مالک کی) اجازت کے مؤثر ہونے میں اجازت سے قبل اور عقد بیچ کے بعد مالک کا رد نہ کرنا معتبر ہے۔ پس اگر فضولی کے عنوان سے فروخت کرے اور مالک اسے رد کردے پھر اجازت دیدے تو بنا بر قول اقرب اجازت بے فائدہ ہوگی اگرچہ یہ اشکال سے خالی نہیں ہے اور اگر اجازت کے بعد اسے رد کردے تو رد کرنا بے فائدہ ہوگا۔

مسئلہ ۶۔ جس طرح اجازت عرفی طور پر ایسے لفظ کے ساتھ منعقد ہوسکتی ہے کہ جو معاملے میں راضی ہونے پر دلالت کرے اگرچہ وہ کنایہ ہو جیسے "امضیت، اجزت، انفذت اور رضیت (میں نے دستخط کیے، میں نے اجازت دی، میں نے لاگو کیا اور میں راضی ہوگیا)" وغیرہ کی مانند یا جیسا کہ خریدنے والا کہے "بارک اللہ لک فیہ (خدا آپ کو اس میں برکت عطا فرمائے)" یا اس کی مانند دوسرے کنایات۔ اسی طرح اجازت اس عمل کے ذریعے سے بھی منعقد ہوسکتی ہے کہ جو عرفاً مالک کے راضی ہونے پر دلالت کرے جیسا کہ (فضولی معاملے میں) توجہ رکھتے ہوئے قیمت میں تصرف کرے اور اسی کی مانند وہ مقام بھی ہے کہ جہاں مالک ثمن پر ہونے والے (فضولی) معاملے کی اجازت دے کیونکہ اس اجازت کا لازمہ یہ ہے کہ (مالک نے) اس معاملے کی بھی اجازت دی ہے کہ جو ثمن پر واقع ہوا ہے اور جیسا کہ جب کسی عورت کی فضولۃً شادی کی جائے اور وہ اپنے آپ کو زوجہ کے عنوان سے پیش کرے۔

مسئلہ ۷۔ کیا اجازت فضولۃً انجام پانے والے عقد بیچ کے دوران اس کے صحیح ہونے سے "کاشف" ہے پس اس کا مطلب یہ ہے کہ عقد بیچ واقع ہونے کے وقت سے مال مشتری کی ملکیت اور ثمن بائع کی ملکیت ہے یا یہ کہ اجازت

"ناقل" ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ اجازت عقد بیع کے وقت سے اس کے موثر ہونے کیلئے شرط ہے؟ اور اس کا ثمرہ اس وقت ظاہر ہوتا ہے کہ جب عقد بیع اور اجازت کے دوران کوئی فائدہ حاصل ہوجائے تو پہلی صورت میں (جب اجازت کاشف ہو) مال کا فائدہ مشتری کیلئے اور ثمن کا فائدہ بائع کیلئے ہوگا اور دوسری صورت میں اس کے برعکس ہوگا اور یہ مسئلہ مشکل ہے۔ لہذا فوائد کے بارے میں صلح کے ذریعے چھٹکارا پانے کی احتیاط کو ترک نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۸۔ اگر مالک دل میں بیع پر راضی ہوجائے لیکن اس کی جانب سے نہ اذن دیا گیا ہو اور نہ ہی خرید و فروخت میں کسی کو وکیل بنایا ہو تو بعید نہیں ہے کہ (یہ بیع) فضولی سے خارج ہو خاص طور پر جب وہ عقد بیع کی طرف متوجہ ہو اور اس پر راضی ہو۔ ہاں اگر اس طرح سے ہو کہ اگر وہ (مالک) اس کی طرف توجہ کرتا تو راضی ہوجاتا تو یہ (بیع) فضولی ہے اور اس مسئلے کے موضوع سے خارج ہے۔ البتہ اگر مالک راضی ہو لیکن اس کی طرف تفصیلاً متوجہ نہ ہو تو یہ بھی ایک ایسی وجہ کے ساتھ مسئلہ فضولی سے خارج ہونے میں کافی ہے کہ جو قوت سے خالی نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۔ (عقد) فضولی میں فضولی ہونے کا قصد کرنا شرط نہیں ہے۔ پس اگر وہ خیال کرے کہ ولی یا وکیل تھا پھر اس کے خلاف ظاہر ہوجائے تو یہ (عقد) فضولی میں سے ہے اور اجازت کے ساتھ عقد فضولی صحیح ہوگا لیکن اس کے برعکس اگر وہ خیال کرے کہ اس کیلئے تصرف کرنا جائز نہیں تھا پھر اسے معلوم ہوجائے کہ وہ وکیل یا ولی تھا تو ظاہر یہ ہے کہ (عقد فضولی) صحیح ہے اور اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ دوسری صورت (برعکس) میں اشکال ہے اور اس کی مثال وہاں ہے کہ جب وہ مالک نہ ہونے کا خیال کرے اور پھر اسے معلوم ہوجائے کہ وہ مالک ہے لیکن صحیح نہ ہونا اور اس میں اجازت کی ضرورت پڑنا قوت سے خالی نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۔ اگر کوئی چیز فضولۃً بیچے اور پھر اپنے اختیار سے جیسے خریدنے سے یا کسی اور ذریعے سے جیسے وارث بننے سے اس کا مالک بن جائے تو جب اجازت کوئی فائدہ نہ ہو تو اس کا باطل ہونا قوت سے خالی نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۔ اجازت دینے والے کیلئے ضروری نہیں ہے کہ وہ عقد بیع کے دوران مالک ہو لہذا جائز ہے کہ عقد بیع کے دوران ایک مالک ہو اور اجازت کے وقت کوئی دوسرا۔ جیسا کہ جب مالک اجازت سے قبل عقد بیع کے دوران فوت ہوجائے تو یہ عقد بیع وارث کی اجازت کے ساتھ صحیح ہوگا اور اس سے بالاتر وہ مقام ہے کہ جب مالک عقد بیع کے دوران جائز التصرف نہ تھا اور اس کی وجہ صغیر یا نادان ہونا یا اس جیسی کوئی اور رکاوٹ تھی اور پھر رکاوٹ دور ہوجائے تو یہ عقد بیع مالک کی اجازت سے صحیح ہوگا۔

مسئلہ ۱۲۔ اگر کسی غیر کے مال پر متعدد عقد بیع منعقد ہوں تو بیع یا خود مال پر واقع ہوگی یا اس کے عوض پر پس پہلی صورت میں یا بیع فضولۃً منعقد ہوگی جیسا کہ (ایک شخص) زید کے گھر کو کئی مرتبہ متعدد افراد کے ہاتھ فروخت کرے یا متعدد اشخاص کی طرف سے واقع ہوگی جیسے کسی کے ہاتھ ایک گھوڑے کے بدلے گھر فروخت کرے پھر خریدنے والا کسی اور

کو گدھے کے بدلے فروخت کرے پھر دوسرا خریدار کتاب کے بدلے فروخت کرے۔ اور اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہے اور دوسری صورت میں (کہ جب عقد بیع عوض پر واقع ہو) یا ایک شخص کی طرف سے عوضوں اور ثمنوں پر پے در پے معاملہ واقع ہوگا جیسا کہ زید کا گھر لباس کے بدلے فروخت کرے پھر لباس کو گائے کے بدلے بیچے پھر گائے کو بستر کے بدلے بیچے اور اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہے یا کئی بار یہ عقد بیع معین ثمن پر واقع ہوگا جیسا کہ مذکورہ مثال میں لباس کو کئی بار متعدد اشخاص کے ہاتھ فروخت کرلے پس یہ چار صورتیں بن جائیں گی، مالک کو یہ حق حاصل ہے کہ ان تمام چار صورتوں میں سے جس کی اجازت دینا چاہے دے سکتا ہے اور مالک کی اجازت سے اجازت والا معاملہ صحیح ہوگا لیکن اس معاملے کے علاوہ دوسرے معاملوں میں تفصیل اور وضاحت کی ضرورت ہے کہ جس کی اس مختصر باب میں گنجائش نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۔ وہ انکار کہ جو اجازت کے مؤثر ہونے میں مانع ہے۔ البتہ اس میں جو اشکال تھا اسے بیان کیا جاچکا ہے کبھی مطلقاً اجازت کے ملحق ہونے میں بھی مانع ہوتا ہے اگرچہ یہ (انکار) دوران عقد غیر مالک سے واقع ہوا ہو جیسا کہ وہ کہے "میں نے فسخ کیا" اور "میں نے رد کیا" یا اس کی مانند دوسرے الفاظ جو انکار پر دلالت کرتے ہوں جیسا کہ اس میں اس طرح سے تصرف کرنا کہ جو محل اجازت کے ختم ہوجانے کا باعث بنے، چاہے عقلاً جیسے تلف کرنا، چاہے شرعاً جیسے عتق اور کبھی بالخصوص مالک کے لحاظ سے۔ دوران عقد بیع نہ کہ ہر وقت۔ انکار کرنا اجازت کے ساتھ ملحق ہونے میں مانع ہے جیسے وہ تصرف کہ جو عین کو منتقل کرنے کا موجب ہو مثلاً بیع، ہبہ اور ان کے علاوہ دوسری چیزیں چونکہ ایسے تصرفات سے اجازت کا مورد ختم نہیں ہوتا۔ البتہ جس شخص سے یہ چیز منتقل ہوئی ہو اس کیلئے یہ تصرف مورد اجازت کے ختم ہونے کا باعث بنتا ہے۔ پس یہ چیز جس شخص کی طرف منتقل ہورہی ہو اسے اجازت دینے کا حق ہے۔ البتہ یہ اس صورت میں ہے کہ جب اجازت دینے والے کیلئے دوران عقد، مالک ہونا معتبر نہ ہو جیسا کہ بیان ہوچکا ہے لیکن اجارہ کسی صورت میں بھی اجازت میں مانع نہیں ہے حتی اس مالک کیلئے بھی کہ جو اجارہ دینے والا ہے کیونکہ ان کے درمیان کوئی منافات نہیں ہے مختصر یہ کہ اس کی چیز نفع کے بغیر مشتری کی طرف منتقل ہوجائے گی۔

مسئلہ ۱۴۔ ہر وہ مقام جہاں مالک کی طرف سے اجازت نہ دی گئی ہو چاہے مالک نے منع کیا ہو یا نہ۔ جیسے متردد شخص، تو مالک کو حق ہے کہ اگر اس کا مال باقی ہو تو جس شخص کے پاس اسے پائے واپس لے لے بلکہ مالک کو حق ہے کہ وہ اس مدت کے دوران اٹھائے جانے والے منافع اور بنابر اقوی اٹھائے نہ جانے والے منافع کی طرف بھی رجوع کرسکتا ہے اور اسے حق ہے کہ بائع فضولی سے مطالبہ کرے کہ وہ خود اس مال کو اور اس کی منفعتوں کو کہ جو اس کے ہاتھ میں تھیں اور اس نے مشتری کو دے رکھی تھیں واپس کرے۔ اسی طرح مالک کو حق ہے کہ مشتری سے خود اصل مال اور اس کے منافع لوٹانے کا بھی مطالبہ کرے کہ جن سے اس نے فائدہ اٹھایا ہے یا جو اس کے ہاتھ سے تلف ہوگئے ہیں نیز اگر منافع واپس لوٹانے میں خرچہ آئے تو مالک کو حق ہے کہ اس کا بھی مطالبہ کرے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ جب خود اصل مال باقی ہو

لیکن تلف ہوجانے کی صورت میں اگر بائع سے تلف ہوا ہو تو بائع کی طرف رجوع کر کے اس کا بدل لے گا لیکن اگر وہ مال مختلف ہاتھوں میں گھومتا رہے اس طریقے سے کہ مثلاً یہ چیز بائع فضولی کے ہاتھ میں تھی اس نے مشتری کو دی ہو اور اس نے کسی اور کو اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہے اور تلف ہوجائے تو مالک کو اختیار ہے کہ اس کا بدل لینے کیلئے ان میں سے جس کی طرف چاہے رجوع کرے نیز مالک کو ان سب کی طرف رجوع کرنے کا بھی حق ہے اس طریقے سے کہ بدل کو ان سب پر مساوی طور پر یا تفاوت کے ساتھ تقسیم کرے گا۔ پس اگر وہ بدل یا نقصان کسی ایک سے وصول کرلے تو اسے دوسروں کی طرف رجوع کرنے کا حق نہیں ہے۔ یہ بائع اور مشتری کے سلسلے میں مالک کا حکم تھا نیز اس شخص کے بارے میں حکم تھا کہ جس کے ہاتھ میں مال موجود ہو لیکن مشتری کا حکم بائع فضولی کے ساتھ یہ ہے کہ اگر مشتری کو معلوم تھا کہ یہ غاصب ہے تو اس کیلئے کسی چیز میں بھی اس کی طرف رجوع کرنے کا حق نہیں ہے تاکہ مالک نے جس چیز کی طرف رجوع کیا ہے اور اس پر جو نقصان ہوا ہے اس سے واپس لے لے۔ ہاں اگر ثمن بائع کو دے تو ثمن باقی ہونے کی صورت میں اسے لوٹانے کا حق ہے اور اگر تلف ہوجائے یا اس نے ضائع کردیا ہو تو اس کا بدل لینے کیلئے بھی رجوع کرسکتا ہے لیکن اگر مشتری کو صورت حال معلوم نہ ہو تو اسے حق ہے کہ وہ مالک کی طرف ہر اس نقصان کو پورا کرنے کیلئے رجوع کرسکتا ہے جو اس نے مالک کیلئے اٹھایا ہے نیز وہ ہر اس خسارہ کی طرف بھی رجوع کرسکتا ہے کہ جو اس کے مال پر ہوا ہو جیسے منافع اور فائدے، چوپائے پر ہونے والا خرچہ، مال پر صرف ہونے والی رقم اور اس سے تلف اور ضائع ہونے والے پودے، زراعت اور گڑھوں وغیرہ کا خرچہ، بنابریں بائع فضولی ان سب (مذکورہ اخراجات) کو پورا کرنے کا ضامن ہے اور صورت حال سے ناواقف مشتری کو ان تمام موارد میں اس کی طرف رجوع کرنے کا حق ہے۔

مسئلہ ۱۵۔ اگر مشتری نے خریدے ہوئے مال غیر پر عمارت بنائی ہو یا پودے لگائے ہوں یا زراعت کی ہو تو مالک کو حق ہے کہ اسے ان چیزوں کے زائل کرنے اور زمین کو برابر کرنے پر مجبور کرے اور اگر وہ مال ناقص ہوجائے تو نقصان کا مطالبہ کرے۔ البتہ مال پر ہونے والے نقصان کا وہ (مالک) ضامن نہیں ہے۔ جیسا کہ مشتری کو بھی حق ہے کہ ان انجام دیئے جانے والے کاموں کا ازالہ کرے اور زمین کے نقصان کا بھی ضامن ہو اور مالک کو یہ حق نہیں ہے کہ انہیں باقی رکھنے پر مجبور کرے اگرچہ مفت ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ مشتری کو ان کے باقی رکھنے کا حق نہیں ہے اگرچہ اجرت کے ساتھ ہی ہو مثلاً اگر وہ ایک گڑھا یا نہر کھودے تو اگر مالک چاہے اور ممکن ہو تو اسے بھر دے اور پہلی حالت کی طرح لوٹا دے نیز اگر ناقص ہوجائے تو اس کے نقصان کا بھی ضامن ہے اور اسے مالک سے کام کرنے کی اجرت اور اس میں اپنے مال سے خرچ ہونے والی رقم کے مطالبے کا حق نہیں ہے اگرچہ اس عمل سے اس کی قیمت بڑھ جائے جیسا کہ مشتری کو حق نہیں ہے کہ اگر مالک راضی نہ ہو تو اسے پر کرنے وغیرہ سے پہلی حالت میں لوٹائے۔ ہاں اگر وہ صورت حال سے جاہل ہو تو غاصب بائع پر اپنے عمل کی اجرت، اپنے مال سے خرچ کی ہوئی رقم اور اس (مال) پر آنے والے تمام خساروں کو لینے کیلئے رجوع کرسکتا ہے۔

نیز یہی حال ہے جب مشتری خریدی ہوئی چیز میں کوئی صفت پیدا کرے جبکہ خریدی ہوئی چیز میں سے اس کیلئے کوئی اور چیز وجود میں نہ آئے جیسے گندم سے آٹا بنائے یا روئی کو بنے یا دھاگہ بنائے یا چاندی کو سانچے میں ڈالے۔ یہاں پر اور بھی بہت
ے فرعی مسائل ہیں کہ جنہیں انشاءاللہ ہم کتاب غصب میں ذکر کریں گے۔

مسئلہ ۱۶۔ اگر بائع اپنی ملک اور کسی اور کی ملک کو ملائے یا اس چیز کو جو اس کے اور کسی اور کے درمیان مشترک تھی بیچ دے تو اس کی ملک کے مقابل قرار پانے والے ثمن کی مقدار میں معاملہ صحیح ہو گا اور دوسرے کی ملک کی فروخت کا صحیح ہونا اس کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر وہ اجازت دیدے تو صحیح ورنہ مشتری کے جاہل ہونے کی صورت میں حصہ حصہ کرنے کی وجہ سے مشتری کو معاملہ فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ جب حصہ حصہ کرنے اور اجازت کے نہ ہونے کی وجہ سے کوئی رکاوٹ نہ ہو جیسے سود وغیرہ لیکن اگر کوئی رکاوٹ ہو تو معاملہ اپنی اصل سے ہی باطل ہے۔

مسئلہ ۱۷۔ دونوں میں سے ہر ایک کے حصے کی قیمت معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں حصوں کی حقیقی قیمت معلوم کی جائے پھر ان میں سے ہر ایک کی قیمت کو دوسرے حصے کی قیمت کے ساتھ نسبت دی جائے پھر قیمت میں سے ہر ایک کے حصے کو اسی نسبت سے مقرر کیا جائے۔ پس اگر دونوں کو ایک ساتھ چھ (روپے) میں بیچا ہو جبکہ ان میں سے ایک کی قیمت چھ (روپے) اور دوسرے کی قیمت تین (روپے) تھی تو قیمت یعنی چھ میں سے اس شخص کا حصہ کہ جس کی قیمت تین (روپے) تھی دوسرے کے حصے کا نصف ہو گا۔ پس دونوں میں سے ایک کا حصہ دو (روپے) اور دوسرے کا حصہ چار (روپے) ہو گا۔ یہ (طریقہ) ان متعارف معاملات میں صحیح ہے کہ جن میں فروخت شدہ دو چیزیں انفراد اور انضمام کی حالت میں مختلف نہ ہوں لیکن اگر انفراد و انضمام کی حالت میں قیمت کے زائد ہونے کا کم ہونے یا مختلف ہونے کے بارے میں اختلاف ہو تو صحیح نہیں ہے اور ظاہراً قاعدہ یہ ہے کہ دونوں کی انضمام کے لحاظ سے جداگانہ قیمت لگائی جائے اور پھر قیمت میں سے اسی کی نسبت سے اتنا حصہ لیا جائے گا جیسا کہ دونوں کی مجموعی قیمت کے اعتبار سے اسی کی قیمت کی نسبت کی مانند ہے۔

مسئلہ ۱۸۔ باپ، دادا اور ان سے بالاتر کیلئے مال صغیر میں بیچنے، خریدنے، اجارہ وغیرہ کے ذریعے تصرف کرنا جائز ہے اور ان میں سے ہر ایک ولایت میں مستقل ہیں اور بنابر اقویٰ ان کا عادل ہونا معتبر نہیں ہے اور نہ ہی ان کے تصرف میں مصلحت کا ہونا شرط ہے بلکہ مفسدہ نہ ہونا بھی کافی ہے لیکن مصلحت کو مدنظر رکھنے کی احتیاط کو ترک نہ کیا جائے اور جیسا کہ ان کو صغیر کے مال میں ہر قسم کے تصرف کرنے کی ولایت حاصل ہے اسی طرح انہیں طلاق کے علاوہ خود اس پر اجارہ اور شادی وغیرہ پر بھی ولایت حاصل ہے البتہ انہیں طلاق کا اختیار حاصل نہیں ہے بلکہ اس کے بالغ ہونے کا انتظار کیا جائے گا اور کیا عقد نکاح کا فسخ ہونا جبکہ اس کا موجب بھی موجود ہو نیز متعہ میں مدت کو بخشنا، طلاق کے ساتھ

ملحق ہو گا یا نہیں؟ اس میں دو وجہ بلکہ دو قول ہیں ان میں سے اقویٰ ملحق نہ ہونا ہے۔ باپ اور دادا کے علاوہ دوسرے رشتہ داروں کو صغیر پر ولایت حاصل نہیں ہے یہاں تک کہ ماں، بھائی اور نانا کیونکہ یہ غیروں کی مانند ہیں۔

مسئلہ ۱۹۔ جیسا کہ باپ اور دادا کو ان کی زندگی کے دوران صغیر پر ولایت حاصل ہے اسی طرح انہیں اپنی وفات کے بعد کیلئے بھی صغیر پر سرپرست معین کرنے کا حق ہے۔ پس سرپرست کا ہر وہ حکم نافذ ہو گا کہ جو باپ اور دادا سے نافذ تھا البتہ شادی کے سلسلے میں سرپرست کے حکم کے نافذ ہونے میں اشکال ہے اور سرپرست کے تصرف میں ظاہراً مصلحت کا ہونا معتبر ہے، مفسدہ کا نہ ہونا کافی نہیں ہے جیسا کہ بنابر احتیاط سرپرست کا عادل ہونا معتبر ہے اگرچہ امانت اور وثاقت کا کافی ہونا بعید نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۔ اگر باپ، دادا اور ان کی طرف سے وصی موجود نہ ہو تو بچوں کے اموال میں حاکم شرع کو تصرف کرنے کی ولایت حاصل ہے۔ حاکم شرع سے مراد عادل مجتہد ہے اور تصرف میں بھی مصلحت اور فائدے کا پایا جانا شرط ہے بلکہ حاکم شرع کیلئے احتیاط ہے کہ اسی مقام پر اکتفا کرے کہ جہاں اس کے ترک کرنے سے ضرر اور فساد لازم آتا ہو اور جب حاکم موجود نہ ہو تو بچوں کے اموال کا مسئلہ مؤمنین کی طرف لوٹ جائے گا۔ البتہ بنابر احوط ان میں عدالت کی شرط ہے۔ پس مؤمنین کو اموال صغیر میں ہر اس تصرف کرنے میں ولایت حاصل ہے کہ جس کے انجام دینے میں مصلحت اور فائدہ موجود ہو بلکہ بنابر احوط اس کے ترک سے مفسدہ لازم آتا ہو۔

عوض و معوض کی شرائط

اور یہ چند چیزیں ہیں۔

پہلی شرط: بنابر احوط مبیع (وہ چیز جسے فروخت کیا جاتا ہے) میں شرط ہے کہ وہ خود شے ہو اور مالیت رکھتی ہو چاہے خارج میں موجود ہو یا بائع کے ذمہ ہو یا غیر بائع کے ذمہ بطور کلی ہو۔ پس بنابر احتیاط جائز نہیں ہے کہ مبیع منفعت کی صورت میں ہو جیسے گھر یا جانور کی منفعت یا عمل ہو جیسے لباس کی سلائی یا حق ہو اگرچہ ان کا جواز خصوصاً حقوق کا جواز قوت سے خالی نہیں ہے لیکن جائز ہے کہ ثمن (وہ مال کہ جو مبیع کے عوض قرار پاتا ہے) منفعت ہو یا ایسا عمل ہو کہ جو مالیت رکھتا ہے بلکہ جائز ہے کہ ایسا حق ہو جو قابل نقل و انتقال ہو جیسے حق تحجیر اور حق اختصاص اور ثمن کے حق ہونے کے جواز میں اشکال ہے، ایسا حق کہ جو قابل اسقاط اور ناقابل نقل ہو جیسے حق خیار اور حق شفعہ۔

دوسری شرط: عوض اور معوض میں مقدار کا ماپنے، تولنے یا گننے کے اعتبار سے اسی پیمانے سے معین کرنا جس سے اس کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ پس صرف مشاہدہ کافی نہیں ہے اور نہ ہی ایسے پیمانے سے ماپنے درست ہے کہ جس سے اسے

ماپا نہیں جاتا. پس جس چیز کو تولا جاتا ہے اسے گننے یا ماپنے کے آلے سے اور جس چیز کو گنا جاتا ہے اس سے کسی ایسے آلے سے اندازہ لگانا کافی نہیں ہے جس سے گنا نہ جاتا ہو البتہ اگر شمار کی جانے والی یا وزن کی جانے والی چیز کا کچھ حصہ لیا جائے اور پھر جو چیز ماپنے والے پیمانے میں سے ایک ہے اس سے شمار کرلیا جائے یا وزن کرلیا جائے اور پھر باقی کا ان کے اپنے حساب سے محاسبہ کیا جائے جبکہ اختلاف اور جہالت سے محفوظ رہے تو اس میں کوئی اشکال نہیں اور یہ ماپنے کے آلے سے اندازہ کرنے کے موردمیں سے نہیں ہے.

مسئلہ ۱۔ مبیع کی مقدار کے سلسلے میں بائع کے خبر دینے پر اعتماد کرنا جائز ہے. پس جو اس نے خبر دی ہے اس کی بنیاد پر مشتری مبیع کو خریدے گا اور اگر معلوم ہوجائے کہ اس میں نقص پایا جاتا ہے تو مشتری کو فسخ کا اختیار ہے. پس اگر وہ فسخ کرے تو ضروری ہے کہ پورا ثمن لوٹائے اور اگر اسی معاملے پر راضی ہوجائے تو نقص کے اعتبار سے ثمن میں سے کم کیا جائے.

مسئلہ ۲۔ جس چیز کو عام طور سے اٹھانے کے عنوان سے فروخت کیا جاتا ہے اس میں مشاہدہ کرنا کافی ہے مثلاً گھاس پھوس اور جلانے کیلئے بعض قسم کی لکڑیاں لیکن اگر بعض شہروں میں جلانے کی لکڑیوں وغیرہ کی فروخت مطلقاً اٹھانے کے عنوان سے متعارف ہو تو ان میں مشاہدہ کرنا کافی ہے اور اسی حکم میں بہت سی مائعات اور دوائیاں بھی شامل ہیں کہ جو برتنوں اور بوتلوں میں ہوتی ہیں اور ان کی فروخت بھی اسی طرح متعارف ہے. پس جب تک یہ ان برتنوں اور بوتلوں میں ہیں ان کو فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں اور انہیں فروخت کرنے کیلئے صرف مشاہدہ کافی ہے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ ذبح شدہ گوسفند کو بھی کھال اترنے سے پہلے دیکھنا کافی ہے اور کھال اترنے کے بعد وزن کرنے کی ضرورت ہے، مختصر یہ کہ ایک چیز کی حالت، حالات اور محل کے بدل جانے سے بدل جاتی ہے. پس ایک چیز کا کسی جگہ اور حالت میں وزن کیا جاتا ہے اور کسی دوسری جگہ اور حالت میں وزن نہیں کیا جاتا اور شمار کی جانے والی چیزوں کا بھی یہی حال ہے.

مسئلہ ۳۔ ظاہر یہ ہے کہ جن زمینوں کی مالیت میٹر اور ذراع کے ذریعے سے معین ہوتی ہے ان کی فروخت میں دیکھنا کافی نہیں ہے بلکہ اس کی مساحت پر مطلع ہونا ضروری ہے اور یہی حکم ہے سلائی اور کٹائی سے پہلے بہت سے کپڑوں کا لیکن اگر بعض کپڑوں کے تھانوں کی پیمائش میں کوئی خاص عدد متعارف ہو تو اس متعارف طریقے پر اعتماد کرتے ہوئے اسے خریدنا یا فروخت کرنا اور اس پر انحصار کرنا جائز ہے مثلاً بائع کی خبر پر اعتماد کرنا.

مسئلہ ۴۔ اگر شہروں کے اعتبار سے کسی چیز میں اختلاف ہو مثلاً ایک ہی چیز ایک شہر میں وزن کی جاتی ہو اور دوسرے شہر میں شمار کی جاتی ہو تو ظاہراً معیار وہ شہر ہے کہ جہاں پر سودا کیا جارہا ہے.

تیسری شرط: عوض و معوض کی جنس اور ان کے اوصاف کو پہچاننا کہ جن کے ذریعے سے قیمت اور رجحانات میں فرق آجاتا ہے اور یہ پہچان یا دیکھنے سے ہے یا ایسی توصیف سے ہے کہ جس سے جہالت برطرف ہوجائے اور پہلے دیکھے

ہے ان میں اختلاف رونما ہو جائے یا کسی شدید ضرورت پیش آ جائے تو اسے فروخت کر دیا جائے پس اس صورت میں فروخت کرنے اور کسی اور چیز میں تبدیل کرنے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ اس میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۶۔ "مفتوحة عنوة" زمین کو فروخت کرنا کہ جو فتح کے وقت آباد تھی جائز نہیں ہے اور اس سے مراد وہ زمین ہے کہ جو کفار پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد ان سے لی گئی ہے کیونکہ یہ زمین تمام مسلمانوں کی ملکیت ہے، پس یہ اپنے حال پر اسی شخص کے ہاتھوں میں باقی رہے گی کہ جو اسے آباد کرتا ہے اور اس کا ٹیکس وصول کیا جائے گا اور مسلمانوں کے مفاد میں خرچ کیا جائے گا لیکن وہ زمین کہ جو مسلمانوں کی فتح کے وقت موات تھی اور پھر احیا کی صفت اس پر عارض ہو گئی تو یہ زمین اس کی ملکیت میں ہوگی کہ جس نے اسے آباد کیا ہے اور اس طرح سے گھروں، زمینوں اور ان زمینوں کے بعض قطعات کی مشکل کہ جن سے املاک کا معاملہ کیا جاتا ہے، آسان ہو جائے گی کیونکہ احتمال یہ ہے کہ جو شخص ان میں تصرف کرتا ہے صحیح طریقے سے ان کا مالک ہو جاتا ہو پس جب تک جو چیز اس کے ہاتھ میں ہے اس پر ملکیت کا حکم لگایا جائے گا مگر یہ کہ اس ملکیت کے برخلاف علم حاصل ہو جائے (تو ملکیت کا حکم نہیں لگایا جائے گا)۔

پانچویں شرط: عوض و معوض کو حوالے کرنے پر قادر ہونا پس ملکیت میں موجود ایسا پرندہ کہ جو ہوا میں اڑ رہا ہو اسی طرح ملکیت میں موجود پانی میں چھوڑی جانے والی مچھلی اور فرار ہو جانے والے جانور کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے اور اگر بائع حوالے کرنے پر قادر نہ ہو لیکن خریدار اسے حاصل کرنے کی طاقت رکھتا ہو تو ظاہراً (اس طرح فروخت کرنا) صحیح ہے۔